مرثیہ

جناب خضر کی سیر سبزہ زار سخن

در حال امام حسن علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارتِ امام حسن علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَقِیَّةَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَابْنَ اَوَّلِ
الْمُسْلِمِیْنَ وَكَیْفَ لَا تَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَاَنْتَ سَلِیْلُ الْهُدٰی
وَ حَلِیْفُ التُّقٰی وَ رَابِعُ اَصْحَابِ الْكِسَاۤءِ
غَذَتْكَ یَدُ الرَّحْمَةِ وَ رُبِّیْتَ فِیْ حِجْرِ
الْاِسْلَامِ وَ رَضِعْتَ مِنْ ثَدْیِ الْاِیْمَانِ
فَطِبْتَ حَیًّا وَ طِبْتَ مَیِّتًا غَیْرَ اَنَّ
الْاَنْفُسَ غَیْرُ طَیِّبَةٍ بِفِرَاقِكَ وَلَا
شَاكَّةٍ فِی الْحَیٰوةِ لَكَ
یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

ولادت امام حسن علیہ السلام ۱۵ ماہ رمضان سنہ ۳ھ	شہادت امام حسن علیہ السلام ۲۸ ماہ صفر سنہ ۵۰ھ

جائے دفن :۔ جنت البقیع

۱

جناب خضر کریں سیر بزم زار سخن
بلند گنبد خضرا سے ہے وقار سخن
نگاہ طوطی سدرہ میں ہے بہار سخن
ہرا بھرا ہے یہ بارے یہ شاخسار سخن
ریاض نظم کے سب پھول آسمانی ہیں
ہر ایک شاخ ہے سرسبز پتے دھانی ہیں

۲

یہ آپ مدح میں کرتا نہیں ہو کوئی ان کی مقال
یہ ہے عطا مرے ممدوح کی کہ دل ہے نہال
مرے کلام پہ ہو معترض یہ کس کی مجال
جو کچھ کہے بھی تو کیا قوت کی زبان ہو لال
کہاں دماغ جو سے حسن تخیلات سنے
کسے غرض ہے جمادات کی جو بات سنے

۳

پسند اپنی طبیعت کو ہے خلوص کا رنگ
جو یہ نہیں ہے تو آئینے کو چھپائے ہے زنگ
جدا تمام زمانے سے ہے مری آہنگ
اسی لئے تو ہیں مرغوب اہل فن کو یہ ڈھنگ
اساتذہ کی نگاہوں میں میری عزت ہے
میں فیض نظم زمانہ ہوں تو نگاہ فیض محبت ہے

۴

شگفتوں کا ہے معمول یہ ہے مجدد فن
یہ کام فن کا نہیں قدرتی ہے صناعت سخن
جو نکلا دل سے وہی کچھ ہوا وجہ حسن
یہ اتفاق کہ ہوا ہیں کوئی نئی روش سخن
سمجھنے والے کہیں اس کو استعارہ ہے
میں کہہ دونگا چمکتا ہوا ستارہ ہے

۵

پسند خاطر احباب ہے جو میرا کلام
بہت ہے مرثیوں کا اس طرح ہے آئین نظام
نہ پہلوان ہے فرضی نہ حجت صمصام
نہ گفتگو ہے نہ رخصت کے ہیں جدید مقام
نہ زمین اسپ خیالی کہیں روانہ ہے
نہ گل کی رنگ ہے رنگ سنگ تازیانہ ہے

ل

یہ رنگ وہ جو ہے آسان بھی سخن شغل بھی
نظر وسیع ہو۔ بالغ نہ فکر ہو کوئی
ریاضِ طبع میں جو باس ہو سلیقہ بھی
بیاں جو حال ہو واقفِ خالقِ ازلی
حریص زر نہیں رکھی مگر تلاش بھی ہو
حصولِ مال کی کوشش پئے معاش بھی

۹

سخن کی اُسنے بزرگوں نے راہ بتلائی
وہ اس طرف کو چلا جسکو جو روش بھائی
میں طرزِ قدیم کا ہوں کسی کو نہ ادائی
موحنی میں کہا ہوں شانِ گویائی
جو واقعات ہیں تاریخ میں وہ لکھتا ہوں
سوا فسانہ گوئی سے دور رہتا ہوں

ٹ

میں اس طریقے پہ جاؤں تو بس یہی ہو گا
رہے اساتذہ عصر انکا کیا کہنا
قدیم طرز میں بھی رنگ تازہ ہو پیدا
پھر انکی راہ پہ چلنے کا ہے مجھے حق کیا
وہ زینتِ چمنستانِ مدح خوانی ہیں
ہے مستند سخن انکا رفاندانی ہیں

گ

دکھائی جاتی ہے جس طرح بھی مشتاقی
ہمیشہ آئے گا ڈھاؤں کے ابر میں ساقی
کہیں پہ تیروں کا مینھ اور بسے کی مشتاقی
کہیں پہ پھر ہو کے بادل میں بادۂ باقی
کہیں پہ دیکھ کے دشمن کو جو رنے میں
منگایا جائیگا جام طہور لینے میں

ے

جو ہم سے پہلے تھے مثلِ حضرتِ شبیر
مثال کے لئے جیسے انیس اور دبیر
جو کچھ وہ کہہ گئے انکا کہا نہیں نظیر
اسی لکیر کے ہم بھی بنے رہیں جو فقیر
تو مبتدی ہی رہیں گے نہ منتہی ہونگے
گذشتہ بندشیں الفاظ تک ہی محدود ہونگے

۱۱

جہاں نہیں قابل عبرت ہے اپنی بھی روداد
کریں صلح خواہ رہا جب کیا کسی نے فساد
زباں اٹھا تو نکالا گلے سے جب اہل عناد
زمانہ بر سر بیداد، یا علیؑ فریاد
ہوں عہد سے بری بے ولن کی قسم
میں صلح کے لئے تیار ہوں حسنؑ کی قسم

۱۲

کرے نہ صلح یہ بھی گر زمانہ مجھ سے وفا
حسنؑ کی طرح پھرونگا نہ عہد سے بخدا
جو پھر بھی اہل عداوت ہوں لئے ایذا
یہ جان لیں مرے آقا ہیں سید الشہدا
نیام قلب سے ارشاد نکلے گی
دفاع کے لئے شمشیر آہ نکلے گی

۱۳

خموش لے دل غم دوست بس خدا کے لیے
نہ باز رہنا مروت سے مصطفےٰ کے لیے
وہ ہیں بندے تو رافت کرنا تم خدا کے لیے
سمجھنا تم کو عمل عشق مجتبیٰ کے لیے
نجات قید بلا سے اگر نہ ہو کیا ہے
مطیع رہنا اسی کا جو تیرا آقا ہے

۱۴

بڑا کے جو زمانہ زکر لال محسن
خدا کا نام لے آغاز کر ثنائے حسنؑ
اگر ہے تم کا اثر سے طبیعت حسن
ہو پہلے ذکر ولادت سے خوش دل و ذہن
ریاض فاطمہؑ کا نونہال ہے شبرؑ
علیؑ کی جان پیمبرؐ کا لال ہے شبرؑ

۱۵ مطلع

نبی کے باغ میں صناعی بہار آئی ہے
گلوں کے جام زبرجد نے آب پائی ہے
لب شب کی تجلیاں پئے ہیں وہ صفائی ہے
فدا ہوں خضرؑ وہ سبزے میں دربائی ہے
چمن کے حسن پہ موتی نثار رہتے ہیں
یہاں لعاب پر مرد کو اوس کہتے ہیں

١٦

ریاضِ دہر میں ہر آبرِ حسن کی جو دھوم
گلو پہ سورۂ یوسف جا بجا مرقوم
کسی کو نغمۂ بلبل کا رنگ کیا معلوم
ہر اک ترانۂ رنگیں کا ہے یہی مفہوم
رواقِ منظرِ چشمِ من آستانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

١٧

مہِ صیام کی پندرھویں تھی بہار آگیں
وہ رحمتِ صمدی کا نزول سوئے زمیں
وہ زیبِ خانۂ زہرا نہالِ گلشنِ دیں
بنا تھا باغِ جہاں غیرتِ بہشتِ بریں
زمیں پہ سجدہ ادا کرنے کو فلک کے آئے
درود پڑھتے ہوئے عرش سے ملک آئے

١٨

یہ اُمِّ فضل کی تعبیرِ خواب تھی جو عیاں
نبیؐ کے دل کا ہے ٹکڑا یہ پارۂ قرآں
رسولؐ بیٹھے ہیں مسجد میں خرم و شاداں
جلیس ہیں متجسس نگاہ ہوں نگراں
خوشی بھی آپکو ہے اور انتشار بھی ہے
کسی نوید کے سننے کا انتظار بھی ہے

١٩

اسی خیال میں بیٹھے تھے سرورِ اکرمؐ
فلک سے آکے ملک نے یہ عرض کی اُس دمؐ
مبارک آپکو فرزند ای رسولِ اُممؐ
ہے گھر میں سیدہؑ کے سیدِ بنی ہاشم
حضور آپ کو یہ لعل انتخاب ملا
نگینۂ مہرِ نبوت کا لاجواب ملا

٢٠

رسولؐ شکر کے سجدے میں جھک گئے فورن
رواں ہوئے سوئے بیت الشرف بوجہِ حسن
سلام کرکے گئے حاضر تھے جنوں کے چمن
زمرد میں تھا لباس ملائکہ ہمہ تن
گئے جو گھر میں تو سما افتخار بڑھی
ادب سے حافظ ہمارے کی درگا بڑھی

۲۱

چراغِ دیں پہ داماں نظر کا ابر باراں
رسولِ پاک نے بڑھ کر کہا کہ آ مری جاں
نبی کے ہاتھ پہ آیا عطیۂ سبحاں
ہوا یہ شور یہ قرآں کی گود میں قرآں
یہ ماہتاب ہے اگر دن وہ آفتاب بھی تھا
تو تمیں کتاب پیمبر میں بو تراب بھی تھا

۲۲

بلال اذان و اقامت سے جب ہوئے فارغ
کہا علی سے کہ لے خانۂ خدا کے چراغ
یہ ایک پھول ہے گویا مری بہشت کا باغ
معطر اسکی مہک سے ہیں سب کے قلب و دماغ
تمہارے گھر میں یہ پیدا ہوا ہے شانِ خدا
رکھو اسکا نام بھی کہہ کر جو ہو زبانِ خدا

۲۳

علی نے دستِ ادب جوڑ کر کہا کہ حضور
رسول پہ سبقت کرنے میں ہیں معذور
ہیں آپ پہ مصحفِ ناطق خدائے پاک کے نور
دہن سے آپ کے نکلے تو ہو دو چند سرور
لقب پیمبر کا بصد اہتمام نکلے گا
وہ خوب ہوگا جو قرآں سے نام نکلے گا

۲۴

کہا نبی نے مرا پھول ہے یہ غنچہ دہن
خدائے پاک نے رکھا ہے اسکا نام حسن
علی نے عرض کی اے فخرِ زمین و زمن
مبارک آپ کو یہ لال ہو بوجہ حسن
خدا رکھے یہ بڑی برکتوں کا امجد ہے
کہا رسول نے کنیت ابو محمد ہے

۲۵

یہ کہنا تھا کہ صدا درود آنے لگی
زمیں پہ رحمتِ حق رنگ لانے لگی
فلک سے بار صدا تہنیت کی آنے لگی
مشامِ جاں کو نسیمِ حسن بسانے لگی
نگاہیں گیسوئے مشکیں سے جب دو چار ہوئیں
سجی سجائی ہوئی جنتیں نثار ہوئیں

۲۶

خوشی کا دور ہے چھایا ہوا ہے ابر بہار
ہوائیں چل رہی ہیں مرغ دیر ہی ہے جھوم
ہر اک برگ شجر ہے جواب بیت نگار
کہاں ہے ساقی رنگین مزاج و گل رخسار
بیاد و بکشتی مے دختر شراب انداز
غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

۲۷

ترا لقب ہے مسیحا نفس میں ہوں رنجور
کرو تو سوزش غم نے بنا دیا ہے تنور
جگر کا آبلہ ہے رشک دانۂ انگور
میں توبہ توڑ چکا کر دے مجکو نشے میں چور
تو سب کا عقدہ کشا ہے اگر مرا ہو نہیں
حسنؑ کے نام کی خیرات دے فقیر ہوں میں

۲۸

پسر علاوہ تجھے جو رسولؐ کی ہے جان
ہمیشہ جان کو اسکی ہے خدا کی امان
خدا کرے ترے سایہ میں یہ پڑھے قرآن
تری طرح یہی اسلام ہے یہی ایمان
نہ کیوں خلاصۂ دیں ہو یہ جانشیں ترا
چراغ میکدہ بیشک ہے یہ حسیں ترا

۲۹

قلم موے کی قلم صفحۂ برگ گل کا جواب
مداد میں عوض آب قطرہ ہائے شراب
ہر اک دائرے میں ہو تسنیم جام گلاب
تو مدح دلبر ساقی کروں نہ راہ صواب
ہری ہو کشت دل ابر کرم برس جائے
نبیؐ کے پھول کی خوشبو سے بزم بس جائے

۳۰

فضائل بے حسنؑ جو لکھوں سب پڑھیں صلوات
حسنؑ کے ساتھ ہوں مع حسینؑ کے برکات
جناب سیدہؑ بیٹوں کو لیکے ہات میں ہات
حضور احمد مختارؐ آئیں جب اک رات
رسولؐ فرش مرض پر خموش لیٹے تھے
سرہانے آپ کے بیٹی تھی اور بیٹے تھے

٣١

تپ عشق میں شدت تپ سے جو زیر و زبر
لپٹ کے سوتے تھے نانا سے شبر و شبیر
سدھاریں سیدۂ گھر کی طرف گرو دگیر
قدم قدم یہ دعا تھی کہ اے خدائے قدیر
مرے پدر کو مرض سے نجات کامل دے
تو ہی طبیب حقیقی شفائے عاجل دے

٣٢

اسی طریقے سے گذری جو نصف شب سے سوا
تو خواب سے ہوا ہر ایک مرتضیٰ بیدار
کہا گئی ہیں کہاں مادرِ بلند آثار
عیاں ہوا کہ مکاں کو گئی وہ نیک شعار
خیال آیا کہ اب تم ہی کدھر جائیں
پھر آپ ہی یہ کہا لے کے اپنے گھر جائیں

٣٣

اکیلے جائیں کہیں تھا ابھی نہ سن ایسا
وہ نصف شب وہ اندھیرا وہ ابر چھایا ہوا
وہ مینھ برستا ہوا اور وہ مینھ کے ساتھ ہوا
مگر خدا نے کیا خلق ایک نور ایسا
اندھیری رات میں جو رشک مہر و ماہ بنا
کہ فاطمہؑ کے چراغوں کو شمع راہ بنا

٣٤

وہ نور تھا روشنی آنکھوں میں جو سما نہ سکے
ہوائے تند کا جھونکا جسے بجھا نہ سکے
ضیائے برق بھی جس سے نظر ملا نہ سکے
بشر تو کیا ہے فرشتہ بھی تاب لا نہ سکے
وہ روشنی تھی اسی بارگاہ قدرت کی
کہیں زیادہ تھی لیکن ضیا امامت کی

٣٥

گماں تھا کہ چراغ حریم طور تھا وہ
کہ ضو فشاں سرِ میدان حال حور فشاں
انہیں کی جلوہ فشانی کا اک ظہور تھا وہ
خدا کے نور تھے یہ بھی خدا کا نور تھا وہ
کوئی ملک تھا جو آنکھیں بچھاتا جاتا تھا
انہیں کا نور انہیں مشعل دکھاتا جاتا تھا

۳۶

جدھر وہ نور گیا اُس طرف گئے وہ ماہ
مگر نہ پائی کسی کی ادا نے گھر کی راہ
کنارے شہر کے جا پہونچے دونوں غیرتِ ماہ
تو ایک باغ نظر آیا سامنے ناگاہ
کہا چمن نے عجب میں نے بخت پائے ہیں
ریاضِ خلد کے سردار مجھ میں آئے ہیں

۳۷

وہ باغ تھا کہ نمونہ تھا صحنِ جنت کا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ دلفریب فضا
وہ کوندتی ہوئی بجلی وہ بادلوں کی صدا
اندھیرا تھا تو یہ قدرت نے انتظام کیا
چمن کو خاص حسینینِ بوتراب ملے
کہ ایک چاند کے بدلے دو ماہتاب ملے

۳۸

وہ نور پھیلا کہ سمجھے یہ طائرانِ چمن
کہ صبح ہوگئی باغِ جہاں ہوا روشن
نوائے فاختہ سے گونجتا ہے سب گلشن
سیے ہیں سوزنِ حیرت نے گو لبِ سوسن
جو گم ہو جذبۂ حیرت زبان کھل بھی سکے
عجب نہیں جو حسرت سے تو بول اُٹھے

۳۹

کہا یہ بلبلوں نے لے کے گل ریاضِ رسول
حضور یوں ہمیں شب باش کر گئے ہیں بتول
بچھایا سبزے نے بستر کہ بیٹھیں آ کے یہ پھول
لگائے غنچوں نے گل تکیے تا شرف ہو حصول
عزیز باغ ہوئے دونوں صورتِ یوسف
سنائی قمری و بلبل نے سورتِ یوسف

۴۰

طیورِ باغ کو جس وقت یہ ہوا معلوم
کہ نیند آگئی آرام میں ہیں وہ معصوم
نسیمِ گل سے کہا بڑھ کے آ کے تو بھی جھوم
یہی تھا غنچۂ لب دوختہ کا اک مفہوم
چمن میں جانِ علیؑ و بتولؑ سوتے ہیں
خموش باش پیمبرؐ کے پھول سوتے ہیں

۴۱

یہ گل ہیں خواب میں لیکن نصیب ہیں بیدار
ہنسے سوتے جاگتے فخرِ مسیح ہر دلدار
نفس پہ حضرتِ عیسیٰ کا معجزہ ہے نثار
کہ تندرست ہے گلشن میں نرگسِ بیمار
جہاں چمن میں ہے گل کا نشادہ خارِ الفت ہے
جگر میں لالے کے حدت نہیں ہے وحشت ہے

۴۲

مزے میں ہم ہیں دل بیقرار اے ساقی
یہ رنگ روپ یہ دیکھی بہار اے ساقی
تری عطا کا ہے بس انتظار اے ساقی
خمار اُترا ہے شیشہ اُتار اے ساقی
ترے کرم سے اگر جام لاجواب ملے
خدا کے ہاتھ سے بے واسطہ شراب ملے

۴۳

تجھے پکار رہا ہوں جو بار بار میں آج
کرم تو یہ نہ ہو گا ترے خلاف مزاج
وفا سرشت ہوں تجھ کو بھی پاسِ وفا کی ہے لاج
تو جانتا ہے مرے پاس ہے نہ تخت نہ تاج
گلِ خزاں زدہ ہوں زندگی ملالِ بخت
شکستہ رنگیِ من ترجمانِ حالِ بخت

۴۴

میں دل کو ساغرِ صہبا بنائے بیٹھا ہوں
تمام خلق سے آنکھیں پھرائے بیٹھا ہوں
نجف کی خاک کا سرمہ لگائے بیٹھا ہوں
کہ تیرے کوچے میں دھونی رمائے بیٹھا ہوں
زباں پہ ہے کہ میں ذرہ ہوں آفتاب ہے وہ
خدا رکھے مرے ساقی کو بوتراب ہے وہ

۴۵

پسند خاطرِ رنگیں ہے گفتگوئے شراب
مری جبیں کی شکن بن گئی ہے موجِ شراب
نظر کا نور بڑھے دیکھ لوں جو بوئے شراب
بسی ہوئی ہے پسینے میں میرے بوئے شراب
مزا زبادۂ عشق تو رنگ و بو کا قیمت
ہمی قدر کرتی ہے رنگ و بو کا قیمت

۵۰

وہاں جو بھی پہنچے نظر آئی قدرت اور
گھرا ہے ابر تر سے جو جس کا فلک پر
ہیں محو خواب جہاں شاہ دیں کے نور نظر
زمیں وہ خشک ہے بارش کا کچھ نہیں ہے اثر
اک اژدہا ہے جو بیٹھا ہوا ہے بالیں پر
کئے ہے سایہ وہ گلہائے گلشن دیں پر

۴۹

بلا جواب نہیں آئے ہیں شبر و شبیر
زیادہ طبع پریشاں ہوئی ہے اے دلگیر
دعا خدا سے کی [illegible] بشیر و نذیر
خدا نے غیب سے بھیجی اک نئی تقدیر
حضور نور سے ہم [illegible] اس چمن میں گئے
جہاں تو دونوں گہر تھے امین میں رہ گئے

۴۸

یہاں کے ہم ہیں جو ممدوح ہیں تجھے دلدار
میں جا رہا ہوں سوئے باغ احمد مختار
رسول پاک ہوئے جبکہ خواب سے بیدار
سنا یہ واقعہ سب ایک جان تھا دل کو قرار
اندھیری رات میں تھم فاطمہ کے گھر آئے
بچھا کے خیر سے دونوں کو لے کر آئے

۴۷

ہو سرخ رنگ کے شیشے میں بھائی بادہ ناب
اور ایک سبز ہو مینا تو سرخ رنگ گلاب
ایک آفتاب کا ظرف ایک ساغر مہتاب
حسن حسین کے صدقے میں دو ہوں جام شراب
ترے چمن میں ہمیشہ یہ ہمیں رہے
رسول زادوں کی جوڑی یہ برقرار رہے

۴۶

یہی ہو دھن کہ میں ساقی سے گفتگو بھی کروں
ملے گا جام مگر اس کی جستجو بھی کروں
شراب ہے یہ مصلے کی شست و شو بھی کروں
ہوں باوضو مگر اس مے سے پھر وضو بھی کروں
بجز شراب نہ کچھ مجھ کو فکر ہو ساقی
شریک ذکر خدا تیرا ذکر ہو ساقی

۵۱

کہا حبیبؐ خدا سے یہ اُس نے بعد سلام
امانت آپ کی حاضر ہے شاہِ عرش مقام
رسولؐ زادوں کی خدمت کا ہے یہ انعام
کہ قوم جن کا میں قاصد ہوں ہے یہی وہ کلام
میں پیش جن کے سُنے آیا ہوں وہ نیک آیت
مجھے بتائیے مجھ سے ہیں وہ جو ایک آیت

۵۲

نبیؐ نے اُسکو دُعا دی سکھائی وہ آیت
قدم کو چوم کے وہ اژدہا ہوا رخصت
پھر آئے دونوں نواسے رسولؐ کے پاس خوشی حضرتؐ
بٹھایا دوش پہ فرزندوں کو بصد راحت
ملے جو کام کو بہر رفیق و یار رہے
اور اُنکے بعد شہنشاہ ذوالفقار رہے

۵۳

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ ہر دو سرا
اک التجا ہے جو ہمیں ہے تو بار ہو ہلکا
مگر کسی کا نہ مانا رسولؐ نے کہنا
علیؐ نے دست ادب جوڑ کر کہا مولا
فدا ہیں یہ کہ ہے عین شاہ جو مہربان ہیں آپ
اک التجا ہے کہ مجھے دیدیں کہ ناتوان ہیں آپ

۵۴

نبیؐ نے پوچھا حسنؑ سے کہو رسولؐ کی جان
خوشی سے گود میں حیدرؑ کی جا کے بیٹھ گئے حسن
کہا پدر سے سوا آپکے ہے شاہ نجف کی شان
یہی حسینؑ کا شہ کے جواب میں تھا بیان
اسی طرح سے غرض شادماں ہوئے بچے
خوشی خوشی وہ نبیؐ بیت الشرف میں جا پہنچے

۵۵

یہ اک نقل پیمبرؐ کا تھا یہ امر خدا
یہی نہیں کہ تھے اُلفت کی وجہ سے فدا
حسینؑ ہوں کہ حسنؑ دونوں تھے آپ پہ فدا
بیان حسنؑ نبی کا ہے حال مختصر لکھا
چراغ دین الٰہی بعد و نیک ہوئے
کہ اس گھرانے کے چھوٹے بڑے سب ایک ہوئے

شرف ہے

۵۲

بہا زباں سے گر سنگر وہ نا روا گفتار
مگر خموش رہا ابنِ حیدرِ کرار
کہا تو یہ کہا آیا ہے غصہ کیوں اک بار
اگر ہے فکرِ معیشت تو بھائی کر اظہار
برائی سے تو نہیں اجتناب کرتا ہے
کلامِ فحش زباں کو خراب کرتا ہے

۵۳

کرم کا رنگ وہ تھا اور حلم کا یہ حال
کہ جا رہا تھا فرس پر کہیں وہ نیک مآل
ملا جو راہ میں اک شامی زشت خصال
عناں پہ ڈال دیا ہاتھ اور کیا یہ مقال
میں نقل کیا کروں کیا اُسنے نادرست کہا
خلاصہ یہ کہ حضرت کو سخت سُست کہا

۵۴

کرم کا حال تو سنا تو سن کے فرمائیے
جو چاہے کھائے بھی اور کھلائے کم بھی بچائے
امیرِ شام کے پاس اک پلیٹ وزر آئے
وہاں بھی بحرِ سخا و سخن جوش کھائے
کیا عطا کا تصور ہر زمانے والے کو
وہ مال دیدیا پاؤں اُٹھانے والے کو

۵۵

پڑھائے اب مجھے کلمہ تو اے رسولِ الٰہ
کہا حسنؑ نے کہ پڑھ لا الٰہ الا اللہ
جو شاہِ روم سے باتیں ہوئیں ہیں بے گاہ
جو کوئی بات کی اک معجزہ تھی خاطر خواہ
کسی امر میں نہیں نانا سے نقاب نہ تھا
کرم میں علم میں اخلاق میں جواب نہ تھا

۵۶

حسنؑ کا وصف مکمل لکھے یہ کس کی مجال
وہ کمسنی تھی جب اعرابی آیا بہرِ سوال
نبیؐ کا ہمسخن یہ کہنا بتائیگا مرا لال
حسنؑ نے سب کہا فوراً جب اس نے غیب کا حال
وہ بولا اور سوال و جواب کیا ہوگا
یہ بچپنے کی ہیں باتیں شباب کیا ہوگا

۶۱

ترے خیال میں ہر ہے اگر حسن تو کیا
ہر ایک شخص کی منزل جدا ہے قبر جدا
عجب نہیں ہے یہاں لیا نہیں جو تو نے کیا
زباں سے کام لیا پھر یہ کیوں خلاف حیا
اگر ہو کوئی ضرورت بیان کر بھائی
جو قرضدار رہے مجھ سے اُن زرا ماں و بھائی

۶۲

نہ ہو جو روا جلا دوں تجھ کو آتش حالاک
لباس گر نہ اگر ہے تو سے تنی پوشاک
مقابلے پہ ہو اگر کوئی دشمن سفاک
وہ تیغ تجھ کو میں بخشوں کہ ہو جو قصہ پاک
جو کفر ہو شرف آسمان دو بالا دوں
سقر کا ڈر ہو تو فردوس کا قبالہ دوں

۶۳

یہ حلم دیکھ کے رونے لگا وہ دور کھڑا
خطا معاف کرا دے قلزم سخا و عطا
تو ہی زمانے میں ہے رحمت خدا بخدا
نہ تھا میں قابل ولائے مصطفیٰ صلا
عدو تھا جتنا اب اُتنا ہی دوست ہوں تیرا
سقر میں جو لئے ہوا ہوں رسول کا رہ گا

۶۴

ہیں خلق و حلم کے جو قصے نبی کے واقع مشہور
بیاں میں کب ہو وہ صحبت ہوں جو اُن سے مذکور
انہیں کے نور کا شعلہ تھا ایک جلوۂ طور
انہیں کا حسن تھا جو یوسف کے حسن میں مستور
خدا ہی جانے جو کچھ آئے ہیں علم سے
یہ ہیں صفات مجسم نبی حمید کے

۶۵

نبی نے جنگ کی کفار سے کبھی بھی
اُنہوں نے صلح بھی کی تھی انہوں نے صلح بھی کی
نظر مشیت باری کی حرب و صلح پہ تھی
کیا حسین نے بھی خود اختیار جادہ وہی
مطیع امر خدا اس طرح سے حضرت تھے
یہ دونوں کیوں نہ ہوں ایک ہی اللہ کی مشیت تھی

٦٦

جو کہتے ہیں کہ حسنؑ کے شرف نہ تھے عالی
کہ صلح کرکے امامت فروخت کر ڈالی
خبر نہیں انہیں، ہیں دماغ سے خالی
یہ حال صلح حدیبیہ سے ہوا حالی
بچی امامت برحق نہ صلح خیر سے
نہ صلح کرکے نبوت گئی پیمبرؐ سے

٦٧

اب آگیا ہے یہاں جنگ و صلح کا بیاں
ہے صلح کا ہی طریقہ تو ذکر ہے یہاں
لیا جو حیدرؑ کرار نے خیبر باغ جناں
تمام خلق میں اک حشر ہو گیا تھا عیاں
پسرؑ نبیؐ کا نواسا امام دیں ٹھہرا
علیؑ کے بعد حسنؑ انکا جانشیں ٹھہرا

٦٨

ہوا جو زینتِ منبر وہ وارثِ منبر
سلام مسجد و محراب نے کیا جھک کر
ہر ایک فقرے سے خطبے کے تھا عیاں جوہر
نظر جو آیا مقام تھا وہ بیتِ حیدرؑ
اک آہ بھر کے کہا وہ گئے ہیں جنت کو
میں اب جہاں میں ہوں تم لوگوں کی ہدایت کو

٦٩

وہ خطبہ تھا کہ تھا اعجازِ صوتِ قرآں
پکارے متفق اللفظ تھے پیر و جواں
نبیؐ کے لعل کے منھ سے برستا ہے بیاں
یہ بولتا ہوا قرآں ہے خدا کی زباں
یہی ہیں لوح و قلم کی بنا ہے جن کے لیے
خدا گواہ کہ یہ نطق ہے اسی کے لیے

٧٠

سنتے ہزاروں اُسی وقت کی بیعت
یہ اشتیاق تھا کرتا تھا ہر اک سبقت
امیر شام نے جس وقت یہ سنی حالت
حسد سے جل گیا باندھی فساد پر نیت
دغا کے قصد سے وہ صاحبِ نفاق آیا
بہت سی فوج لیے جانبِ عراق آیا

۱۴۱

سپاہ عراق آیا جب وہ ظلم شعار
لکھا ہے دشمن دیں تھے پچاس کم ہزار
یہ سُن کے ہو گئے تیار سید ابرار
سپاہ اپنی بھی ترتیب دی بشان و وقار
فرشتے آ کے نثار شہ انام ہوئے
لباس جنگ سے آراستہ امامؑ ہوئے

۱۴۲

قدم رکاب میں رکھا جو کہہ کے بسم اللہ
امامؑ پاک کی تھی ہمزباں، تمام سپاہ
اُٹھی جو باگ فرس کی بڑھا وہ مثل نگاہ
کہ جیسے تا سر عرش بریں غریب کی آہ
نہ کیوں ہو غل کہ نکلی تا بفلک سر ہلال
کہ وہ ہے ایک ہلال اور یہاں ہیں چار ہلال

۱۴۳

فتح کی صبح گرو تیغ کی مدحت شمشیر
نہ اُس کا کوئی عدیل اور نہ اس کا کوئی نظیر
لباس و جسم پہ زیبا ہے صاحب تطہیر
امامؑ دیں ہیں سراپا رسولؐ کی تصویر
جمال رخ سے رسالتمآبؐ یاد آئے
جلال دیکھئے ہی بوترابؑ یاد آئے

۱۴۴

مگر جو ساتھ تھے انہیں بہت تھے غدار
کہ جیسے بعض صحابیٔ احمد مختار
بظاہر آپ کے دوست اور اصل میں بیزار
ریا سے پڑھتے ہیں جیسے نماز کچھ مکار
نہ تھے وہ قائل توحید یک قلم ان میں
خدا خدا تھا زباں پر صنم صنم دل میں

۱۴۵

ہزار حیف نہ کی قدر سید والا
کیا مدد کے عوض یہ سلوک وا اسفا
ملے وہ حاکم شامی سے کی حسنؑ سے دغا
اُحد میں چھوڑ گئے تھا جیسے رسولؐ کو تنہا
فقط علیؑ ہی پیمبرؐ کے متصل ٹھہرے
کہ وہ رسولؐ دو عالم کے جان و دل ٹھہرے

۴۶

بنی حنیفہ کی سازش میں جب کچھ تھے شریک
یونہیں حسنؑ کے عدو تھے ہزاروں نزدیک
گئے کچھ اہلِ دغا میرِ شام کے نزدیک
قسم کے ساتھ کیا سب نے وعدہ مل کے ایک
جو تیرا حکم ہو ہم اُسکو قید کر لائیں
علیؑ کے شیر کو دھوکے سے صید کر لائیں

۴۷

حسنؑ کو جب ہوئے معلوم اُنکے یہ کردار
مصالحت پہ رضا مند ہو گئے ناچار
ہزار حیف ہوئی فوج اور بھی بیزار
یہ تھا مطالبہ لازم نہ صلح تھی زنہار
بہت سے لوگ ہوئے دلبرِ علیؑ سے خفا
تھے جیسے صلحِ حدیبیہ میں نبیؐ سے خفا

۴۸

ستم شعاروں نے جو کچھ تھا پاس چھین لیا
اثاثہ گرد و لباس سر چھین لیا
عصا کے بادشہِ حق شناس چھین لیا
عمامہ چھین لیا اور لباس چھین لیا
کنیزیں روئیں غلامِ شہِ اُمم روئے
کئے وہ ظلم کہ مظلوم کے حرم روئے

۴۹

ہوئے روانہ مدائن کو سید ابرار
کسی نے ران کو خنجر سے کر دیا افگار
ہوا جو وارد موصل وہ اصلِ حلم و وقار
تھا اک دکان پہ بیٹھا رسولؐ کا دلدار
اثر تھا زخم کا ساقِ امام خوں سے تر
رکھے تھے داہنا قدم بائیں زانو کے اوپر

۵۰

اک اندھا آیا وہاں لکڑی ٹیکتا اک بار
عصا میں پھل تھا برچھی کا جسکی تیز تھی دھار
بجھا تھا زہرِ ہلاہل میں آہنِ خونخوار
شقی نے کی وہ سناں پائے بیگناہ کے پار
تڑپ کے رہ گیا سبطِ رسولؐ واویلا
لہو میں بھر گیا حیدرؑ کا پھول واویلا

۸۱

علاج کرکے ہوئی شہ کو جب شفا حاصل
ہوا مقیم مدینے میں وہ رسولؐ کا دل
زیارت آپکی جاب کو ہوئی مشکل
کہ راہ میں بھی نہ نکلا وہ رہبر کامل
خدا کا شکر ادا کرتے تھے مصیبت میں
گزاری عمر دوزہ نبیؐ کی طاعت میں

۸۲ مطلع

حسنؑ نے آکے مدینے میں جب قیام کیا
تو صبر و شکر کا حضرت نے اہتمام کیا
کبھی نہ شکوۂ جور امیر شام کیا
مگر یہ حاکم ظالم نے انتظام کیا
خدا کے دین پہ ڈھاتا تھا روز قہر نیا
کہ بھیجتا رہا مروان کو وہ زہر نیا

۸۳

مدینے میں تھی اک ایسی زن بدکار
دیا اسی کی وساطت سے زہر دل افگار
یہ زہر وہ تھا جو گرتا میان بحر اک بار
نہ زندہ رہتا کوئی اس میں جانور زنہار
نہ کیوں جگر پہ چلے خنجر ملال افسوس
یہ زہر اور پیمبرؐ کا نونہال افسوس

۸۴

یہ پینے پانی میں جعدہ نے دیا سم
اجل نصیب کو کچھ تشنگی ہوئی جس دم
رکھا ہوا تھا سرہانے وہ کوزۂ ستم
خود اپنے ہاتھ سے پانی پیا کیا اس دم
اثر نے سم کے کیا دل کو سر بسر ٹکڑے
بس ایک گھونٹ پیا تھا ہوا جگر ٹکڑے

۸۵

خزاں نصیب ہوا وہ نہال بستر پر
کہ خشک ہو گیا وہ خوش نہال بستر پر
علیؑ کا چاند بنا تھا ہلال بستر پر
تڑپ رہا تھا پیمبرؐ کا لال بستر پر
بہن تھی نالہ کناں گرد بھائی کے پھر کر
جگر کے ٹکڑے پھڑکتے تھے طشت میں گر کر

۸۶

وصیت آپ نے یہ کی عیاں تھا جس سے قلق
نبی کے بعد ہیں بارہ خلیفہ بر حق
بہائے گا کوئی اپنے لہو میں مثل شفق
کسی کے قلب و جگر ہوں گے زہر ظلم سے شق
اسیر ظلم رہیں گے وہ سب نہ مانے ہیں
کسی کی موت ہی آئے گی قید خانے میں

۸۷

گزشتنی یہ زمانہ ہے اور گذاشتنی
جو دیکھ دوسروں کو اپنا مال ہے وہ غنی
جو لے لے اور کا حق ہے وہ ہمتا کاونی
بگاڑ دیتے ہیں دنیا نہ اہل دیں سے بنی
اسی لئے کہ اسے حق پرست مانتے ہیں
جو زندہ دل ہیں وہ حیوان مردہ جانتے ہیں

۸۸

اگر بلا بھی جو نازل کوئی ہو بہ لباس
کسی کے آگے مصیبت کا ہو نہ پردہ فاش
زیادہ دولت دنیا کی ہے فضول تلاش
بس اتنا لو جو کفایت کرے بجائے معاش
جو دین کے ہو خلاف ایسے کام ہیں عذاب
حلال میں ہے حساب اور حرام میں ہے عذاب

۸۹

ہر ایک لفظ وصیت تھا وقف حکمت
بہ کہتے کہتے ہوئی غیر دفعتاً حالت
اثر سے زہر کے تھی سبز جسم کی رنگت
جبیں پہ آیا عرق بھائی پر ہے حسرت
نشان سجدہ کہ جو حسین نے چوما
حسن کے ہاتھ کو جھک کر حسین نے چوما

۹۰

حسن نے کھول دیں آنکھیں حسین رونے لگے
سے لگے سے وہ سب غم سے جان کھونے لگے
عزیز جتنے تھے اشکوں سے منہ کو دھونے لگے
حسن حسین میں راز و نیاز ہونے لگے
سپرد سر امامت کئے جو بھائی کو
ادب کیا کہ اجل نے کی پیشوائی کو

۹۱

جسد سے روح ہوئی گلشن جناں کو رواں
ہوا مدینے میں ایک تازہ حشر آہ عیاں
حسینؑ بھائی کی میت سے لپٹے نالہ کناں
بہن پکار رہی تھی کہ تم گئے ہو بھائی کہاں
تمہارے ہجر مصیبت سہے گی ہر تلاطم کو
میں روتی نانا کو اماں کو باپ کو تم کو

۹۲

بھلا بتائے مرے مالک اُٹھا لے دنیا سے
کہا نصیب نے لیکن یہ بنت زہراؑ سے
حسینؑ قتل بھی ہونگے دشت میں پیاسے
صدائے ہائے حسیناؑ اٹھے گی صحرا سے
ہر ایک روتی نبیؐ یاور کو رونا باقی ہے
اسی طرح سے بہترؑ کو رونا باقی ہے

۹۳

کبھی شبیہ پیمبرؐ کو رو نالے زینبؑ
حسنؑ کے لال کو اصغرؑ کو رو نالے زینبؑ
علیؑ کے شیر دلاور کو رو نالے زینبؑ
تمام کنبے کو لشکر کو رو نالے زینبؑ
ابھی کے حشر یہ ہوتیں آئینگے زمانے میں
ابھی سکینہؑ کو رونا ہے قید خانے میں

۹۴

حسنؑ کے غم میں جو روتی ہو ولوائے زینبؑ
بہت قریب ہے وہ بھی زمانہ ہائے غضب
شہید ظلم و جفا ہونگے ایک روز سب
جو کوئی روئے گا ہوگا ستم بغیر سبب
نہ دینگے ماتم شہ کی رضا کبھی تم کو
کہ ہاتھ باندھ کے لیجائینگے شقی تم کو

۹۵

کفن حسینؑ نہ پائینگے تم رہو گی اسیر
گلے میں ہوگی رسن اور پاؤں میں زنجیر
یہاں حسنؑ کے ہے غسل و کفن کی سب تدبیر
نہ ہوگا دفن کئی روز لاشہ شبیرؑ
حسینؑ اُٹھاتے ہیں اپنے بھائی کا لاشہ
نہ دفن ہوگا شہ کربلا عہ کا لاشہ

عہ تحتانی ضرور دیتی ہے! اہل فن عفو فرمائیں مختصر ۱۲

۹۶

کفن پہنا کے جنازہ جو لے چلے شبیرؑ
رواں تھے ساتھ بنی ہاشم و امیر و فقیر
ہر ایک نوحہ کناں سب کا حال دل تغیر
ہزاروں ہائے ولا نالہ کش حزیں دلگیر
سر اپنا پیٹتا ہر ایک نوحہ گر ہمراہ
جگر کے ٹکڑے لیے طشت میں ہیں ہمراہ

۹۷

ارادہ تھا کہ ہو قبر نبیؐ کے پاس مزار
ہزار حیف نہ راضی ہوئے گر اشرار
لگائے تیر حسنؑ کے جنازے پر اک بار
کئی خدنگ در آئے کفن میں آخر کار
بلا کے دشت میں اک روز آئینگے ناوک
وہاں حسینؑ کی میت اٹھائینگے ناوک

۹۸

کسی طرح سے نہ باز آئے جب جفا پرور
کیا بقیع میں مدفون لاشۂ شبر
ہے اب تو عرض مسلمانوں نے سنیں یکسر
ہے آرزو کہ شفاعت کرینگے پیغمبر
طرح طرح کا ستم آل پر کیا تم نے
یہی تھا اجر رسالت جو کچھ دیا تم نے

۹۹

نبیؐ کی بیٹی کو رکھا خفا یہ اجر دیا
علیؑ کو سجدے میں زخمی کیا یہ اجر دیا
حسنؑ کو زہر دیا کی دغا یہ اجر دیا
حسینؑ ذبح ہوئے بے خطا یہ اجر دیا
نبیؐ کا حشر کے دن جبکہ سامنا ہوگا
جھکا کے سر کو گریباں میں پھر کیا ہوگا

۱۰۰

بس اے حقیر کہاں تک یہ تذکرے ہیہات
کھلا ہے باب قبول اب اٹھا دعا کو ہات
حسنؑ کے صدقے میں یا رب عطا ہو تیری برکات
زباں کو صدق دلوں کو وفا قدم کو ثبات
میں کیا کروں جو معاند کا قلب صاف نہ ہو
زمانہ میرے سے مخالف ہے تو خلاف نہ ہو

زمانہ تصنیف ۲۲ ماہ صفر
۱۳۵۸ھ